پشتون معاشرے میں نحوست، بدفالی اور بدشگونی کے تصورات کا شرعی مطالعہ

A Shari'ah-Based Study of the Concepts of Misfortune, Bad Omens, and Superstition in Pashtun Society

Iftikhar Ahmad
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, University of Malakand
Email: iftikharkhawar455@gmail.com
Prof. Dr Janas Khan
Department of Islamic Studies,
University of Malakand KP Pakistan
Email: drjanaskhan9911@uom.com
Dr. Badshah Rehman
Associate Professor, Department of Islamic Studies,
University of Malakand KP Pakistan
Email: badshahrehman@uom.edu.pk

Abstract

The concepts of superstition, bad omens, and misfortune have existed in various forms across all civilizations and cultures. Pashtun society is deeply rooted in traditions and customs, where familial and regional practices are strictly followed, sometimes even taking precedence over Islamic teachings. With a history spanning over five thousand years, Pashtuns have maintained cultural unity despite geographical divisions. Superstitions are deeply ingrained in this society, where certain objects, individuals, or days are considered ominous or unlucky.

Islam is a complete and perfect way of life based on nature and reality. According to Islamic teachings, everything is under the command of Allah, and considering anything as inherently unlucky or taking bad omens contradicts Islamic beliefs. Superstitions stem from weak faith and irrational fears, which go against the principle of trust in Allah. In our society, misfortune and superstitions are particularly associated with the month of **Safar**, where people link it to calamities and hardships. This notion is not only contrary to Islamic teachings but also lacks any factual basis.

This research examines these prevalent superstitions in Pashtun society from an Islamic perspective, highlighting that such beliefs do not align with the principles of Islam and should be abandoned.

Keywords: Superstition, bad omens, misfortune, Pashtun culture, Islamic perspective

تاریخ کا کوئی زمانہ توہمات اور رسوم ورواج اور ان کے اثرات سے خالی نہیں رہا ہے۔ بلکہ ہر قبیلہ، ہر قوم اور ہر تہذیب میں اسے عمومی دستور العمل کی حیثیت حاصل رہی ہے، انبیائے کرامؑ نے جن شریعتوں کو متعارف کرایا، ان کا بنیادی مقصد انسانی معاشرہ کی تہذیب تھا۔ ان شریعتوں میں بھی مروّجہ رسومات کی قبولیت واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہے۔ پانچ ہزار سالہ پرانی تاریخ کی حامل پختون قوم نے تاریخ کے مختلف ادوار میں جغرافیے کی تقسیم در تقسیم حد بندیوں کے باوجود ثقافتی طرز پر ایک قوم ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ کے مختلف قبائل، مختلف رسم ورواج اور روایات کے باوجود ایک ہی قومی دھارے اور ثقافتی تہذیبی دائرے میں اپنی اپنی مخصوص قبائلی شناخت کے ساتھ رہتے چلے آرہے ہیں۔ پشتون معاشرہ ایک قدامت پرست اور روایت پسند معاشرہ ہے یہاں پر توہمات اور خاندانی رسم ورواج اور علاقائی روایات کی سختی سے پابندی کی جاتی ہے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ یہاں پر توہمات اور رسم و رواج پر شریعت سے زیادہ عمل ہوتا ہے۔ پشتون قوم کی بہت پرانی تاریخ ہے۔

پشتون قوم کا تعارف

پشتون نسل کے بارے اب تک جو تحقیق کی گئی ہے وہ متضاد نظریات کی حامل ہے لہذا پشتونوں کی نسلی ماخذ کا تعین کرنا خاصا مشکل ہے۔ اس حوالے سے مورخین کے مختلف آراء ہیں یہاں پر چند کا تذکرہ پیش کیا جارہا ہے۔ پشتون قوم کی تاریخ کے حوالے سب سے مستند کتاب وزیرستان کے رسوم ورواج کا شرعی قوانین کے ساتھ موازنہ اور پشتونوں کی تاریخ میں پشتون قوم کا شجرہ نسب بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر تاج محمد وزیرؒ لکھتے ہیں: "سرحدی قبائل پشتون نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے پہاڑی علاقوں میں رہ کر اپنی روایات ار اپنی ثقافت کو کافی حد تک برقرار رکھا ہے۔ البتہ ان کے آباؤ اجداد میں بہت سے محمود غزنویؒ، شہاب الدین غوریؒ، شیر شاہ سوریؒ اور فیروز شاہؒ کے لشکروں کا ہراول دستہ بن کر ہندوستان پر حملہ آور ہوئے اور حکومتی پالیسی یعنی پشتون حکومت کے استحکام کی خاطر ہندوستان کے مختلف حصوں آباد ہو کر وہیں کے وہیں ہو رہے۔ بعد میں یہ لوگ پٹھان کہلائے اور دو تین نسلوں کے بعد اپنی زبان وثقافت سے ان کا رشتہ ٹوٹنے کے بعد وہ اسی معاشرے کا حصہ بنے۔ برصغیر پر انگریزوں کا قبضہ ہونے کے بعد مغربی سرحد پر آخر کار ڈیورنڈ لائن کا تعین ہوا۔ اس حد بندی کے بعد جو پشتون افغانستان میں رہ گئے، وہ افغان کے نام سے موسوم ہوئے، جو حکومت برطانیہ کے بندوبستی علاقوں کے باسی بنے یا قبائلی پٹی کے اندر محدود رہے وہ پشتون یا پختون کہلاتے ہیں۔ پشتون بیلٹ کے شمالی حصے میں ان کے لیے پختون کا لفظ مروج ہے لیکن جنوبی حصے میں پشتون کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ پشتون قوم کے نسلی تعلق کا موضوع زمانہ قدیم سے مورخین کے درمیان مختلف الرائے رہا ہے اور اس سلسلے میں نظریات کا اختلاف اتنی کثرت کے ساتھ و

قوع پذیر ہوا ہے کہ مشہور مستشرق ہنری راورٹی آخر کار یہ لکھنے پر مجبور ہوئے کہ کسی بھی قوم کی اصلیت اور نسب کے بارے میں نظریات کا اختلاف اتنا زیادہ نہیں جتنا پشتون قوم کی اصلیت اور نسب کے بارے میں ہے"۔[1]

مشہور پشتون مورخ رضا ہمدانی[2] صاحب اپنی کتاب پٹھانوں کے رسم ورواج میں لکھتے ہیں: "ایک بہت بڑے گروہ کا خیال ہے کہ پشتون دراصل آریائی نسل ہے کیوں کہ ان میں اقوام شرق و غرب تقریباً چھ سات ہزار سال قبل مسیح اپنے اصل وطن وسط ایشیاء سے باختر میں آ کر آباد ہو گیا تھا اور ہزاروں برس کی بود و باش کے بعد تقریباً دو ہزار سال قبل مسیح موجودہ افغانستان، فارس اور درہ سندھ کی ٹولیوں اور گروہوں میں وقتاً فوقتاً پھیلتا گیا"۔[3]

ڈاکٹر تاج محمد وزیر مزید لکھتے ہیں: "کسی نے انہیں اپنی قدیم روایات کی بنیاد پر اسرائیل کی اولاد کہا، بعض نے انہیں قبطین سمجھا۔ بعض نے کہا کہ قبطی فرعونی ہے۔ علاوہ ازیں بعض مؤرخین نے ان کے متعلق مغل، آرمینین، تاتاری، ہپتالی اور ساکانی ہونے کے نظریات پیش کیے گئے ہیں۔ بعض تاریخ دانوں نے پشتونوں کا ناطہ راجپوتوں، برہمنوں، یونانیوں، ترکوں اور عربوں سے بھی جوڑا ہے۔ مختلف تاریخی کتابوں میں پشتون نسل کے متعلق کثرت کے ساتھ متضاد دعوؤں کے تذکروں اور ماضی کے ان سربرآوردہ محققین کے ان مبہم تبصروں سے یہ حقیقت کھل کر واضح ہوتی ہے کہ اس بارے میں کوئی حتمی رائے قائم کرنا بے حد مشکل ہے۔ کسی بھی دعوے کے ثبوت کے لیے کوئی ٹھوس دلیل موجود نہیں۔ محققین کے تبصروں میں بھی حد درجہ ابہام ہے۔ اس لیے پشتون نسل کے ماخذ کے بارے میں قاری کسی ایسے نتیجے پر نہیں پہنچ سکتا جس پر قلبی اطمینان حاصل ہو"۔ مزید آگے (مولانا عبد القادرؒ سابق ڈائریکٹر پشتو اکیڈمی پشاور کا تبصرہ نقل کرتے ہوئے) لکھتے ہیں: "میرے عقیدے کے مطابق پشتون نہ آریا ہیں، نہ سامی (یہودی النسل) اور نہ منگولوں سے ان کے ڈانڈے ملانا درست ہے بلکہ پشتون ان سب سے قدیم ایک قوم ہے۔ اس طرح اس کی اصل نسل اور زبان بھی ما قبل التاریخ کے دور سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر وسط ایشیا بنی نوع انسان کی پیدائش اور تہذیب کا گہوارہ ہے تو پشتون قوم، ان کی زبان اور ان کی تہذیب کو بھی لازما تمام نسلوں اور زبانوں سے قدیم ہونا چاہیے۔ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ گرد نواح میں پھیلے ہوئے لوگ چاہے وہ آریا کہلائیں یا سامی یا کچھ اور، بہر حال وہ یہیں سے اور ان ہی سے پھیلی ہوئی نسلیں ہیں"۔[4]

خلاصہ یہ کہ پشتون سب سے قدیم قوم ہے اور پشتون قوم کی بہت پرانی تاریخ ہے۔ اس طرح اس کی اصل نسل اور زبان بھی قدیم ہیں۔

پشتون معاشرے میں نحوست، بدفالی اور بدشگونی کے متعلق مختلف قسم کے اوہام، تصورات اور عقائد موجود ہیں۔ ان میں سے چند مشہور درج ذیل ہیں۔

منحوس ہونا

سپیره کیدل:

کومه زنانه یا پېغله چې دا اختر په شپه په لاسو نکرېزې نه ږدي، نو دغه زنانه یا پېغله به سپېره کیږي (5)

"منحوس ہونا: عورت یا جوان لڑکی اگر عید کی رات مہندی نہ لگائے تو یہ عورت اور جوان لڑکی منحوس ہو جائے گی"۔

اسلامی نقطہ نظر:

عید کے موقع پر صنف نازک کا اپنے پاؤں ہاتھ کو مہندی سے سجانا لازم و ملزوم سمجھا جاتا ہے۔ خواتین خوش رنگ ملبوسات، عید کی رات مہندی والے ہاتھوں میں چوڑیوں کی کھنک اور چہروں پر مسکراہٹ لیے خواتین اور لڑکیاں اپنی تیاری سے عیدین کی خوشیوں کو دوبالا کر دیتی ہیں۔ خواتین کی عید بناؤ سنگھار اور ہاتھوں میں مہندی کے مختلف ڈیزائن بنوائے بغیر ادھوری سمجھی جاتی ہیں۔ یہاں تک تو بات درست ہے، مگر عید کی رات مہندی نہ لگانا منحوس سمجھنا پشتون معاشرے کے عیب ہو سکتا ہے مگر نحوست نہیں ہو سکتی۔

نیا رشتہ یا نیا بچہ پیدا ہونے کے بعد گھر میں غم ہو جانا:

نوے خپلوئي یا ماشوم کیدو نه پس غم کیدل :

سپیره گڼل . وائي دا سپیره ئے اوکړه یا دا سپیرهٔ چه اوشو نو غم اوشو (6)

"نیا رشتہ یا نیا بچہ پیدا ہونے کے بعد گھر میں غم ہو جانا: منحوس سمجھنا، کہا جاتا ہے کہ جب یہ منحوس لڑکی گھر آئی ہے تب سے غم پیش آیا"۔

اسلامی نقطہ نظر

نیا رشتہ یا نیا بچہ پیدا ہونے کے بعد گھر میں غم ہو جانے کے بعد دلہن کو منحوس سمجھنا، شادی کے موقع پر اگر لڑکے والوں کے ہاں کوئی حادثہ پیش آئے تو دلہن کو منحوس سمجھنا، یہ خیالات ہندوؤں کے تو ہو سکتے ہیں پر مسلمانوں کے نہیں ہو سکتے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے واضح فرمایا: لاَ طِيَرَةَ (7) "کوئی نحوست اور بدشگونی نہیں ہے"۔ ایسے غم، سانحے اور صدمے کے موقع پر یہ دعا پڑھ لینی چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ (8) "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی

ناپسند چیز دیکھے تو یہ دعا پڑھ لینی چاہیے: یا اللہ! تیرے سوا کوئی بھلائی نہیں لاتا اور تیرے سوا کوئی برائی دور نہیں کر سکتا اور تیری مدد کے بغیر ہمیں نہ بھلائی کی طاقت ہے نہ برائی سے بچنے کی ہمت ہے"۔

بیوہ بہن

کونډه خور:

چي کونډه خور په واده کښي ګډه شي نو د ورور ناوي به ئي مړه شي او ورور به ئي کونډ شي ، او بعضي خلق ورته هسي سپېره وائي (9)

"بیوہ بہن: بیوہ بہن اگر شادی میں ناچے تو بھائی کی دلہن مر جائے گی اور بھائی اکیلا رہ جائے گا، بعض لوگ اس کو ویسے منحوس کہتا ہے"۔

بیوہ بہن کی چادر

کونډه خور:

ډېري زنانه په دي خيال د کونډي ښځي څادر نه په سروي چي چرته دا کونډهٔ نهٔ شي (10)

"بیوہ کے مستعمل چیزوں کی طرح عورتیں بیوہ کی چادر بھی استعمال نہیں کرتی اس خیال سے کہ کہیں وہ بیوہ نہ بن جائے"۔

اسلامی نقطہ نظر

استعمال کے چیزوں میں کوئی نحوست نہیں ہوتی، یہ کہنا کہ بیوہ کی چادر استعمال نہ کرے کیوں کہ اس سے یہ خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں وہ عورت بیوہ نہ بن جائے۔ یہ وہم بے بنیاد اور بے دلیل ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو بدشگونی کا برا خیال اس کے کام سے روک دے اس نے شرک کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ مِنْ حَاجَةٍ، فَقَدْ أَشْرَكَ،قَالُوا:يَا رَسُولَ اللهِ، مَا كَفَّارَةُ ذَلِكَ؟ قَالَ:أَنْ يَقُولَ أَحَدُهُمْ:اللهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ، وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ (11)"جس شخص کو بدشگونی کا برا خیال اس کے کام سے روک دے اس نے شرک کیا۔ صحابہ کرام نے پوچھا پھر اس کا کفارہ کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب میں فرمایا: ایسی صورت میں یہ دعا پڑھ لیا کرو:

اللهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ، وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ ،

اے اللہ! تیرے شگون کے سوا کوئی شگون نہیں، اور تیری بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں، اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں"۔

بیوہ بہن کا ناچنا

کونډې خورپه واده کښې ګډېدل :

چې په کوم واده کښې کونډه خورګډه شي هغه واده او ناوې سپيره کيږي (12)

"جس شادی میں بیوہ بہن ناچی تو وہ شادی اور وہ دلہن نحوست کی شکار ہوتی ہیں"۔

اسلامی نقطہ نظر

مذکورہ وہم کہ بیوہ بہن جس شادی میں ناچی وہ شادی اور دلہن نحوست کی شکار ہوتی ہیں۔ یہ وہم کسی حد تک ٹھیک ہے کیوں جس شادی میں ناچنا اور گانا بجانا ہو تو وہ شادی کہاں سے اچھی ہو سکتی ہے؟ جس کام کا آغاز دین اسلام کے تعلیمات کے مخالفت اور بے دینی سے ہو جائے لازما اس میں بے برکتی اور نحوست ہو گی۔ البتہ یہ کہنا کہ نحوست بیوہ بہن کی ناچنے سے ہوتی ہے۔ یہ غلط ہے، صحیح بات یہ ہے کہ ناچنے سے نحوست اور بے برکتی آتی ہے چاہے جو بھی ہو۔ جس شادی میں ڈھولک، گانا بجانا، رسومات، خرافات اور بدعات ہو، اس میں شرکت ناجائز اور گناہ ہے۔ کیوں کہ یہ گناہ میں تعاون ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (13) "اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو، اور گناہ اور ظلم میں تعاون نہ کرو"۔

معلوم ہوا کہ جب خرافات اور گناہ کا ماحول ہو تو پھر شرکت مناسب نہیں البتہ تبلیغ کی نیت سے وہاں جا سکتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر تبلیغ نہیں کر سکتا تو بالکل نہ جائے۔ ایسی شادی میں جانا گویا ظلم اور گناہ میں تعاون ہے۔

دلہن کی نحوست

دناوې سپيره کيدل: د واده په موقع که د هلک په کورکښې څه حادثه راپيښه شي ، څوک مړشي يا خوږ شي نو خلق وائي چې ناوې سپيره ده (14)

"دلہن کی نحوست: شادی کے موقع پر اگر لڑکے والوں کے ہاں کوئی حادثہ پیش آئے، کوئی مرے یا زخمی ہو تو کہا جاتا ہے کہ دلہن منحوس ہے"۔

اسلامی نقطہ نظر

کائنات کی تمام چیزوں میں تصرف کرنے والے خود اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ہے۔ اور اس کی مرضی اور منشاء کے بغیر کسی کو نہ کوئی خیر پہنچ سکتی ہے اور نہ ہی شر، کائنات میں اس کے مشیت اور اردادے کے بغیر کچھ نہیں

ہوتا۔ اس قسم کے توہمات رکھنا شرعاً مناسب نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بدفالی سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے: لاَ طِيَرَةَ (15) "کوئی نحوست اور بدشگونی نہیں ہے"۔

اسلام میں بدشگونی، نحوست اور بدفالی لینے کی کوئی حقیقت نہیں اس سے منع فرمایا گیا ہے۔ پھر بھی اگر بدشگونی اور فال بد کی حقیقت ہوتی تو ان مذکورہ چیزوں پائی جاتی۔ لہٰذا بدفالی لینے کا شریعت اسلامی سے کوئی تعلق نہیں۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے نحوست کو شرک قرار دیا ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ (16) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الطِّيَرَةُ شِرْكٌ، الطِّيَرَةُ شِرْكٌ، ثَلَاثًا، وَمَا مِنَّا إِلَّا وَلَكِنَّ اللَّهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ (17)

"بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک کو کوئی نا کوئی وہم ہو جاتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ توکل کی برکت سے اسے دور کر دیتا ہے"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدفالی اور نحوست اللہ کے علاوہ کسی چیز کو نفع اور نقصان میں مؤثر بالذات سمجھنا شرک ہے۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ ایسا کرتے تھے۔ اس لیے اس تصور کو شرک قرار دیا گیا۔ بدفالی، نحوست اور بدشگونی جیسے توہمات سے بچنے والے لوگوں کے لے اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے خوشخبری سنائی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اشاد فرمایا: يَدْخُلُ الجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ، هُمُ الَّذِينَ لاَ يَسْتَرْقُونَ، وَلاَ يَتَطَيَّرُونَ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ (18)

"میری امت کے ستر (70) ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کرواتے، بدفالی اور بدشگونی نہیں لیتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں"۔

لہٰذا بیوہ بہن کو منحوس سمجھنا اور بیوہ بہن کے استعمال کی اشیاء کو منحوس قرار دینا یا شادی کے موقع پر اگر لڑکے والوں کے ہاں کوئی حادثہ پیش آئے، کوئی مرے یا زخمی ہو تو یہ کہنا کہ فلاں اور فلاں منحوس ہے، یہ شرک کے برابر جرم ہے۔

آٹا دان غلہ لینا

مشر انې زنانه وائي چې غلبېل کښې ورۀ رااخلې نو دا اوړو کندو یا پېټي سپېره کيږي (برکت ترې ځي) (19)

"بزرگ عورتیں کہتی ہیں کہ جب آٹا دان سے اگر آٹا چھلنی کے ذریعہ نکالے تو یہ خیال کرتی ہیں کہ اس سے برکت ختم ہوتی ہے یعنی نحوست طاری ہو جاتی ہے"۔

اسلامی نقطہ نظر

آٹا یا کوئی اور چیز لینی ہو تو اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ آغاز بسم اللہ یعنی اللہ کے نام سے ہو تو بابرکت ہو جاتا ہے، اور اللہ کے نام کے علاوہ اس سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔ یہ بات یہاں تک تو درست ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: كُلُّ أمرٍ ذي بالٍ لا يُبْدَأُ فيه ببسم الله الرحمن الرحيم فهو أبتَرُ أو أقطعُ أو أجذَمُ ([20]) "ہر وہ کام جس میں بسم اللہ نہ کہی جائے، وہ ناقص رہتا ہے"۔

حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر اچھے کام سے پہلے بسم اللہ پڑھنا باعث برکت و رحمت ہے۔ اخروی ثواب کے ساتھ ساتھ دنیوی برکات بھی حاصل ہوتی ہیں۔ اس کے برعکس اچھے کام سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھنا بے برکتی اور محرومی کا سبب ہے۔ لہذا کھانے، پینے، اٹھنے، دھونے، پڑھنے دکان کھولنے، بجلی چلانے اور چلنے، غرض ہر جائز کام کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا برکت اور سعادت ہے۔ باقی رہی یہ بات اگر آٹا چھلنی کے ذریعہ نکالے تو اس سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔ یہ صرف وہم ہی ہے اس کوئی اصل نہیں، عقل کا تقاضہ تو یہ ہے کہ چھلنی کے ذریعہ ہو تا کہ اس میں صفائی ہو۔

دلہن([21]) کو (کسی اور) دلہن کے پاس لے کر جانا

ناوي ناوي له بوتلل:

که یو کورته دوه ناوي غبرګي راواده شي نوکومه ناوي چي وړومبۍ راوړي شي هغي له دوئمه ناوي بیائي اؤکه دغۀ اولنۍ ناوي دي ته د خپل پالنګ نه ررا اوچت نه شی نو بیا دغه کورسپیره کیږي ([22])

"دلہن کو دلہن کے پاس لے جانا: جس گھر میں دو دلہنیں اکھٹی بیاہی جائیں، تو جس دلہن کو پہلے لایا جائے تو دوسری دلہن کو اس کے پاس لے جایا جاتا ہے اور اگر وہ پہلی دلہن اپنے عروسی پلنگ پر سے اس نئی دلہن کے لیے نہ اترے تو پھر وہ گھر منحوس ہو گا"۔

اسلامی نقطہ نظر

دو دلہنیں اکٹھی بیاہی جائیں تو دونوں کا ایک دوسرے کو سلام کرنا اور مصافحہ کرنا سنت رسول ﷺ ہے۔ یہ کہنا کہ پہلی اپنے عروسی پلنگ پر سے دوسری کے لیے نہ اترے تو پھر وہ گھر منحوس ہو گا۔ یہ مضحکہ خیز بات ہے۔ حالانکہ سلام کرنا تو مسنون عمل ہے۔ اس پر عمل کرنا چاہیے، چاہے کوئی بھی پہل کرے۔ اس میں کوئی مضائقہ

نہیں بلکہ سلام میں پہل کرنا چاہیے۔ سلام کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللَّهِ مَنْ بَدَأَهُمْ بِالسَّلَامِ ([23])"اللہ کے نزدیک سب سے بہتر آدمی وہ ہے جو سلام میں پہل کرے"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ سے جس کا زیادہ لگاؤ اور تعلق ہو گا اس میں تواضع، عاجزی اور خاکساری بھی زیادہ پائی جائے گی، اس لیے وہ سلام کرنے میں بھی پہل کرے گا۔

دوڈولیاں ساتھ لے جانا

دوه ډولۍ:

چې د دوو لوڼو ودونه وي نو زنانه وائي ډولۍ به په يو وخت نهٔ اوچتوئ بيا يوي ناوي ته په ژوند کښې وروستو څهٔ نه څهٔ غټ مسئله پيښيږي ([24])

"جب دو بہنوں کی شادی ہو تو خواتین کہتی ہیں کہ یہ ایک وقت دونوں ڈولیوں نہ اٹھائے کیوں کہ پھر عملی زندگی میں کسی ایک کو کوئی حادثہ پیش آسکتا ہے"۔

اسلامی نقطہ نظر

دو بہنوں کے دوڈولیاں ساتھ لے جانا منحوس سمجھنا اور یہ کہنا کہ دوڈولیاں ساتھ نہ اٹھائے کیوں کہ پھر کوئی حادثہ پیش آسکتا ہے۔ یہ کس نے کہا؟ کہاں لکھا ہے؟ جواب ندارد۔ لہذا یہ وہم ہے، دین اسلام میں اس کی کوئی اصل اور حقیقت نہیں ہے۔

دلہن کے سر پر ہاتھ نہ رکھنا

دناوي په سر لاس نه ايښودل:

په بعضي سيمو کښې شنډي ښځي د ناوي په سر نهٔ لاس راکاږې او نهٔ ئي ښکلوي چې ناوي شنډې نهٔ شي ([25])

"اکثر علاقوں میں بے اولاد اور بانجھ خواتین نہ دلہن کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں اور نہ ہی ان کا بوسہ لیتے ہیں اس خیال سے کہ کہیں دلہن کو بانجھ نہ بنائے"۔

اسلامی نقطہ نظر

بے اولاد اور بانجھ پن خواتین دلہن کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور ان کا بوسہ لینا پشتون معاشرے میں منحوس سمجھتے ہیں، اس خیال سے کہ دلہن کو بانجھ نہ بنائے۔ اس وہم کی کوئی اصل نہیں بلکہ بے دلیل ہے۔ کیوں کہ بانجھ پن تو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اس سے دلہن بیچاری کا کوئی سروکار نہیں۔ یہ خالص اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے کسی کو صاحب

اولاد بنادے اور کسی کو بے اولاد بنادے۔ قرآن میں ارشاد ربانی ہے:لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ، أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ(26)" سارے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے۔ وہ جو چاہتا ہے، پیدا کرتا ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے، لڑکیاں دیتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے، لڑکے دیتا ہے، یا پھر ان کو ملا جلا کر لڑکے بھی دیتا ہے، اور لڑکیاں بھی، اور جس کو چاہتا ہے، بانجھ بنادیتا ہے۔ یقیناوہ علم کا بھی مالک ہے، قدرت کا بھی مالک"۔

اس سے معلوم ہوا کہ اولاد دینا نہ دینا یہ کسی کا اختیار نہیں بلکہ یہ خالص اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے خواہ کسی کو صاحب اولاد بنادے اور کسی کو بانجھ پن، کسی کو وہ لڑکا دے یا لڑکی اور کسی کو دونوں سے نوازے۔ یہ خیال کرنا کہ بے اولاد عورت اگر دلہن کے سر پر ہاتھ رکھے تو وہ بانجھ ہو جائے گی۔ یہ وہم ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا اللہ پر ایمان کے منافی ہے۔ لہذا ایسی سوچ سے بچنا چاہیے۔

شادی کے کپڑا کا جوڑا نہ دھونا

د واده جوړه نه وينځل :

د واده جوړه چي ناوي توب ئي په کښې تيرکړي وي په دي خيال نۀ وينځي چي بيا د خاوند کورنه زړه بديږي او بيلتون راځي (27)

" شادی کے کپڑے کا جوڑا جب دلہن استعمال کر کے تمام رسومات ادا کرے تو اس خیال سے اس کو نہ دھویا جاتا ہے کہ دلہن کا دل گھر سے نہ بھرے اور آپس میں جدائی نہ آجائے"۔

اسلامی نقطہ نظر:

نئی دلہن کا کپڑے کا جوڑا اس خیال سے نہیں دھوتے کہ کہیں دلہن کو دل گھر سے نہ بھرے اور آپس میں میاں بیوی کی جدائی نہ ہو جائے۔ دین اسلام نے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی ہے۔ تاکہ میاں بیوی میں جدائی نہ ہو بلکہ خوشگوار زندگی ہو۔ اسی حسن سلوک، تعظیم اور عزت دینے میں خوشگوار گھریلوں زندگی کا راز مضمر ہے۔ یہ کہنا بے جا ہے کہ شادی کے کپڑوں کا جوڑا دھو لیا جائے تو جدائی ہو گی۔ رسول اللہ ﷺ نے تو کمزوریوں کے ساتھ ہی قبول کرنے اور اس کے ساتھ زندگی گزارنے کا درس دیا ہے۔ آپ ﷺ کی صنف نازک کے ساتھ بہترین برتاؤ کی تاکید کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ خود بھی عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے اور مسلمانوں کو بھی عورتوں کے ساتھ نیکی، بھلائی اور اچھی معاشرت کی تاکیف فرمائی ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لأَهْلِي[28] "تم میں سب سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھابر تاؤ کرتے ہیں، اور میں تم میں اپنی خواتین کے ساتھ بہترین بر تاؤ کرنے والا ہو"۔

ایک اور حدیث میں عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا: اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا [29] "میں تم کو عورتوں کے بارے میں بھلائی کی نصیحت کرتا ہوں"۔

لہذا اس خود ساختہ وہم کی کوئی بنیاد نہیں۔ بالکل بے دلیل اور بے اصل ہے۔

دلہن کے لیے کالے کپڑے نہ بنوانا

دناوي جوړه توره نه کول:

زنانه د ناوي په جوړو جامو کښې توره جوړه په دي خيال نهٔ کوي چي بيا سپيره کيږي [30]

"خواتین دلہن کے لیے کپڑوں کی تیاری میں کالے کپڑے بنوانے سے پرہیز کیا جاتا ہے اس خیال سے کہ اس سے دلہن منحوس ہو جائے گی"۔

اسلامی نقطہ نظر

دلہن کے لیے شادی کے موقع پر کالے کپڑے بنوانا منحوس سمجھنا، اسلامی نقطہ نظر سے واضح رہے کہ لباس کے معاملے میں دین اسلام اور شریعت نے لباس کے سلسلہ میں چند اصول دیے ہیں لباس اتنا باریک نہ ہو کہ بدن چھپا نہ سکے اور مردوں سے مشابہت نہ ہو۔ یعنی شریعت نے عورت کو خاص وضع قطع کا پابند نہیں بنایا، البتہ کچھ حدود و قیود رکھی ہیں جن سے تجاوز کی اجازت نہیں ہے۔ ان حدود و قیود کا خیال رکھتے ہوئے کسی بھی وضع کو اختیار کرنے کی اجازت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أَنَّهُ لَعَنَ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ، وَالْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ [31] "رسول اللہ ﷺ نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں جیسا لباس پہنے، اور ان مردوں پر بھی لعنت فرمائی ہے جو عورتوں جیسا لباس پہنے"۔

نیز ایسا لباس نہ ہو جو ساتر یعنی ستر چھپانے والا نہ ہو۔ کیوں کہ لباس کا اصل مقصد قرآن نے ستر بتایا ہے۔

سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَى ذَلِكَ خَيْرٌ ذَلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ [32] "اے آدم کے بیٹو اور بیٹیوں! ہم نے تمہارے لیے لباس نازل کیا ہے جو تمہارے جسم کے ان حصوں کو چھپا سکے جن کا کھولنا برا ہے، اور خوشنمائی کا ذریعہ بھی ہے۔ اور تقویٰ کا جو لباس ہے، وہ سب سے بہتر ہے۔ یہ سب اللہ کی نشانیوں کا حصہ ہے، جن کا مقصد یہ ہے کہ لوگ سبق حاصل کریں"۔

اس سے یہ مفہوم بھی نکلتا ہے کہ زیب وزینت اور آرائش کے لیے بھی اگر چہ لباس پہننا جائز ہے۔ تاہم لباس میں ایسی سادگی زیادہ پسندیدہ ہے جو انسان کے زہد وورع اور تقویٰ کا مظہر ہو۔ یہ کہنا بے جا ہے کہ کالے کپڑے منحوس ہوتے ہیں۔ خواتین کے لیے شریعت میں رنگوں پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ کالے کپڑے منحوس ہوتے ہیں، یہ بے سند اور بے دلیل بات ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

دلہن کا کالی ہانڈی کو ہاتھ میں نہ لینا

د ناوي توره کټوئي په لاس کښې نۀ اخستل :

ناوے ډیرے ورځے توره کټوئي نه اخلي ، دے سره کور سپیره کیږي او د کورنه برکت ځي (33)

"دلہن کا کالی ہانڈی ہاتھ میں نہ لینا: نئی نویلی دلہن کالی ہانڈی کو ہاتھ میں نہیں لیتے، اگر ایسا کیا تو گھر منحوس ہو جائے گا اور گھر سے برکت رخصت ہو جائے گی"۔

اسلامی نقطہ نظر

پشتون معاشرہ میں اس مروج وہم کہ دلہن کا کالی ہانڈی ہاتھ میں نہ لینا، اگر ایسا کیا تو گھر سے برکت رخصت ہو جائے گی اور گھر منحوس ہو گا۔ کوئی حقیقت نہیں، انسانی معاشروں مین دلہن شادی کے بعد گھر میں سب کی خدمت کرتی ہیں اور دعائیں لیتی ہیں۔ ایسا سوچنا اسلامی مزاج کے خلاف ہے۔ دلہن کی خدمت سے نہ نحوست آجاتی ہے اور نہ ہی بے برکتی۔ یہ اوہام کے قبیل میں سے ہے۔

شیخ بابا(34) کا مزار

شیخ بابا:

وئیلي شي چي په کوئټه کښې دشیخ بابا په مزارکومه ډولۍ تیریږي او خو ډذي اونۀ کړي شوي نو په وادۀ کښې خۀ چل کیږي (35)

"شیخ بابا: کہاجاتا ہے کہ کوئٹہ میں ایک شیخ بابا کا مزار واقع ہے اس کے پر سے اگر کوئی ڈولی بغیر فائرنگ کے گزر جائے تو کوئی مصیبت آجاتی ہے"۔

اسلامی نقطہ نظر

کسی ولی کسی بابا کے مزار کچھ بھی نہیں کر سکتا، یہ لوگوں کے اوہام ہیں۔ کہ کوئی مزار پر سے بغیر فائرنگ کے گزر جائے تو کوئی مصیبت آجاتی ہے۔ یہ شیخ بابا کے مزار کے بارے میں مشہور ہے۔ اس طرح یہ بدشگونی جائز نہیں البتہ نیک شگونی لینی چاہیے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا طِيَرَةَ، وَخَيْرُ الطِّيَرَةِ الْفَأْلُ قِيلَ: يَا

رَسُولَ اللَّهِ، مَا الْفَأْلُ؟، قَالَ:الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ (36)"بد شگونی کی کوئی اصل نہیں اور اس سلسلہ میں بہترین چیز فال ہے۔لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! فال کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: فال وہ عمدہ بات ہے جو تم میں سے کوئی سنتا ہے"۔

اسلامی تعلیمات کی رو سے اس وہم کی کوئی حقیقت نہیں بالکل بے بنیاد وہم ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنا اسلامی تعلیمات اور تقدیر پر ایمان کے متضاد ہے لہذا اس سے اجتناب لازم ہے۔ موت اور حیات اللہ کے حکم کے سوا کسی اور چیز کا عقیدہ رکھنا ایمان کے منافی ہے۔

لیٹے ہوئے شخص کو پھلانگنا

په ملاسست کس اوړيدل :

کۀ څوک ملاسست وي او بل تن پرے واوړي نو بد فال او ګناه ګڼړلے شي .و ائي چه دا ښه نۀ وي (37)

"لیٹے ہوئے شخص کو پھلانگنا: اگر کوئی لیٹا ہوا شخص کو پھلانگ دے تو یہ گناہ اور بد شگونی سمجھی جاتی ہے اور یہ اچھا تصور نہیں کرتے"۔

اسلامی نقطہ نظر

لیٹے ہوئے شخص کو پھلانگ دینا انسانی تکریم کے حوالے اگر یہ بات ہو تو مناسب بات ہے ، کیوں کہ انسان کی عزت اور تکریم اللہ کو محبوب ہے۔ اس لیے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے انسانی تعظیم کا تذکرہ فرمایا ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا (38)"اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی ہے، اور انہیں خشکی اور سمندر دونوں میں سواریاں مہیا کی ہیں، اور ان کو پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا ہے، اور ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت عطا کی ہے"۔

معلوم ہوا کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے بہت عزت سے نوزا ہے۔ اس لیے انسانی تعظیم واجب اور لازم ہے۔ لیٹے ہوئے شخص کو پھلانگنا طبعی اور فطری طور پر بھی ناپسندیدہ ہے۔ اس سے اجتناب لازم ہے، مگر بد شگونی اور نحوست سمجھ لینا انسانی عقل سے بالاتر ہے۔ بے سند اور بے بنیاد بات ہے۔

رات کو شیشہ / آئینہ میں دیکھنا

دشپے شيشه کښې کتل :

بنده سپيره کيږي . د بدنامۍ نښه (39)

"رات کو شیشہ میں دیکھنا: رات کو آئینہ میں دیکھنے سے بندہ منحوس ہو جاتا ہے نیز بدنامی کا باعث بنتا ہے"۔

اسلامی نقطہ نظر

شیشے کے حوالے سے اس وہم کی کوئی بنیاد نہیں، شیشے میں دیکھنے سے نحوست نہیں ہوتی، بدشگونی کے بجائے اچھا شگون لینا چاہیے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ اچھا شگون پسند فرماتے تھے:

ارشاد نبوی ﷺ ہے: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الْفَأْلُ الْحَسَنُ، وَيَكْرَهُ الطِّيَرَةَ(40) "رسول اللہ ﷺ اچھی اور نیک فالی کو پسند فرماتے تھے اور بدشگونی اور نحوست کو ناپسند فرماتے تھے"۔

گونگی(41) کی آواز

ګونګي آواز:

خلق ګونګي آواز منحوسه او سپیره ګڼي(42)

"گونگی کی آواز: گونگی کی آواز کو منحوس سمجھا جاتا ہے"۔

تیتر(43) کی موجودگی سے گھر میں نحوست ہونا

تور تیتر:

تور تیتر چې په کوم کور کښې وي نوکوډي تعویزونه په دغه کور اثر نه کوي او د تیتر لري کولو سره کور سپیره کیږي (44)

"کالا تیتر: کالا تیتر جس گھر میں بھی ہو اس گھر پر تعویذ اور جادو منتر اثر نہیں کرتا، البتہ تیتر کو گھر سے نکالنے سے گھر میں نحوست آجاتی ہے"۔

کالی بلی:

توره پیشو:

په غم ، آفت اخته کول بد وریښندل (45)

"کالی بلی: کالی بلی کو منحوس جب کہ غم، مصیبت اور پریشانی آنے کی علامت قرار دیا گیا ہے"۔

اسلامی نقطہ نظر

مختلف پرندوں کو اور بالخصوص کالی بلی کو منحوس سمجھنے کے متعلق اسلامی نقطہ نظر یہ ہے کہ گونگی کی آواز ہو، گھر میں تیتر کی موجودگی ہو، یا کالی بلی ہو، رسول اللہ ﷺ نے کسی کو بھی منحوس نہیں کہا۔ البتہ گھر میں بلی یا اور پالتو پرندے پالنا شرعاً جائز ہے کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ اس کے کھانے پینے کا خیال رکھا جائے۔ کالی بلی منحوس

ہے یہ غلط بات اور وہم ہی ہے کیوں کہ بلی پالنا شرعاً ممنوع نہیں کیوں کہ کئی احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے متاع بیت میں (گھر کے افراد) شمار فرمایا ہے۔ سنن ابو داؤد میں تفصیل کے ساتھ حضرت عائشہؓ کا واقعہ منقول ہیں: "داود بن صالح بن دینار تمار اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی مالکن نے انہیں ہریسہ ایک خاص قسم کا کھانا ہے، دے کر حضرت عائشہؓ کی خدمت میں بھیجا تو انہوں نے مجھے رکھ دینے کا اشارہ کیا (میں نے رکھ دیا) اتنے میں بلی آکر اس میں سے کچھ کھا گئی۔ جب حضرت عائشہؓ نماز سے فارغ ہوئیں تو بلی نے جہاں سے کھایا تھا وہیں سے کھانے لگیں اور بولیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِهَا (46) "یہ ناپاک نہیں کیوں کہ یہ تمہارے پاس آنے جانے والوں میں سے ہے، اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو بلی کے جھوٹے سے وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے"۔

لہذا کوئی پرندہ یا جانور منحوس نہیں، بلاوجہ کسی چیز کو منحوس سمجھنا اور مصیبت اور آفت کی ذریعہ اور سبب سمجھنا باعث گناہ ہے۔ اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

مخصوص دنوں میں ناخن نہ کاٹنا

په ځنو ځنو نوکان نه پریکول :

پهٔ ځنې ورځنو نوکانو پریکولو سره بنده سپیره کیږي (47)

("مخصوص دنوں میں ناخن نہ کاٹنا۔ کیوں کہ مخصوص دنوں میں ناخن کاٹنا بندہ منحوس ہو جاتا ہے"۔)

اسلامی نقطہ نظر

ناخن کٹوانا انسانی فطرت بھی ہے اور سنت رسول اللہ ﷺ بھی ہے۔ اس میں کسی خاص دن کا ذکر نہیں، یہ کہنا کہ فلاں دن ناخن کٹوانا منحوس ہے یہ گھڑی ہوئی بات ہے۔ کسی بھی دن آپ صفائی کر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ناخن کاٹنے کو تمام انبیاء کرامؑ کا سنت قرار دیا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: عَشْرَةٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَالِاسْتِنْشَاقُ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ، قَالَ مُصْعَبٌ: وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ (48) "دس چیزیں فطرت (انبیاء کرامؑ کی سنت ہیں، جو ہمیشہ سے آرہی ہیں) ہیں۔ مونچھیں کتروانا، ناخن کاٹنا، انگلیوں کے پوروں اور جوڑوں کو دھونا، ڈاڑھی کا چھوڑنا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، بغل کے بال اکھیڑنا، ناف کے نیچے بال صاف کرنا، استنجاء کرنا۔ مصعب بن شیبہ کہتے ہیں۔ دسویں بات میں بھول گیا، شاید وہ کلی کرنا ہو"۔

فطرت سے مراد جبلت یعنی مزاج وطبیعت کے ہیں جس پر انسان کی پیدائش ہوتی ہے۔ یہاں مراد قدیم سنت انبیاء کرامؑ ہیں۔ لہذا اس کے لیے کوئی خاص دن منحوس سمجھنا شریعت سے واقفیت ہے۔ جب بھی ضرورت ہو ناخن کاٹ سکتے ہیں، اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

جھولے کے متعلق بدشگونی لینا

په ټال زانګل:

ماشومان دشپې مهال په ټال د زانګلو نه منع کولي شي ، ځکه چې په شپه کښې په ټال پیریان زانګي اؤهسې نه چې پیریان ماشومانو ته څه نقصان ورسوي (49)

("بچے کو شام کے بعد جھولے لینے سے منع کیا جاتا ہے اس لیے کہ شام کے بعد جنات جھولے لیتے ہیں اور ایسا نہ ہو کہ بچے کو نقصان پہنچائے"۔)

اسلامی نقطہ نظر

آداب زندگی کے حوالے سے یہ وہم بالکل مطابق ہے، اور یہ اسلامی تعلیم بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " جب شام ہو جائے تو چھوٹے بچوں کو گھر میں روکے رکھو، اس لیے کہ اس وقت شیاطین (زمین میں) پھیل جاتے ہیں۔ البتہ جب گھڑی بھر رات گزر جائے تو بچوں کو چھوڑ سکتے ہو"۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ، أَوْ أَمْسَيْتُمْ، فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ، فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ، فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَحُلُّوهُمْ، فَأَغْلِقُوا الأَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لاَ يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا، وَأَوْكُوا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ، وَخَمِّرُوا آنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ، وَلَوْ أَنْ تَعْرُضُوا عَلَيْهَا شَيْئًا، وَأَطْفِئُوا مَصَابِيحَكُمْ (50)"جب رات کی تاریکی چھا جائے، یا شام ہو جائے۔ تو اپنے بچوں کو باہر نہ نکلنے دیا کرو۔ کیونکہ اس وقت شیطان منتشر ہوتے ہیں۔ پھر جب رات کا ابتدا ہی سے گرزار جائے، تو انہیں چھوڑ دو۔ اور دروازے بند کر کرتے ہوئے اللہ کا نام۔ کیونکہ شیطان بند دروازہ نہیں کھولتا ۔ اور اپنے مشکیزوں کا منہ اللہ کا نام لے کر باندھ دو۔ اور اپنے برتنوں کو اللہ کا نام لے کر ڈانپ دو۔ چاہے ان پر کوئی بھی چیز رکھ دو، اور اپنے چراغوں کو بجھا دو"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شام کے بعد بچوں کو آزاد نہیں چھوڑنا چاہیے۔ کیونکہ شیطان ان پر اپنے نقصان دہ اثرات ڈالتے ہیں۔ اور وبا بھی ان پر اترتی ہے۔ اگر ان ہدایت پر عمل کیا جائے، تو شیطانی اثرات اور وبا کی

کے انزال سے محفوظ رہتے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب شام کا اندھیرا چھانے لگے تو بچوں کو گھر بلا لیجیے اور باہر نہ کھیلنے دیجیے۔ احتیاط اسی میں ہے کہ کسی اشد ضرورت کے بغیر بچوں کو رات میں گھر سے نہ نکلنے دیں۔

ہاتھ سے کسی چیز کا گر جانے کے متعلق بدشگونی:

دلاس نه څه پريوتل:

چرته ددۀ خبرے کيږي . دچاپۀ خوله ددۀ نوم [51]

("ہاتھ سے کسی چیز کا گر جانا: کسی کے منہ پر اس کا نام ہو گا (یہ چیز اس لیے گر گئی) یا کوئی اس کے بارے میں بات کرے گا"۔)

اسلامی نقطہ نظر:

کسی چیز کا ہاتھ سے گر جانے کے بارے میں یہ باتیں کرنا کہ اس آدمی کا تذکرہ ہو رہا ہے یا کوئی اس کے بارے میں بات کر رہا ہوتا ہے۔ اگر یہ وہم حقیقت میں ایسا ہوتا تو آج ہم بھی اس کا مشاہدہ کرتے مگر اس وہم کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ باتیں بالکل بے سند ہیں۔

اسلامی نقطہ نظر

نحوست، بدفالی اور بدشگونی کے متعلق احادیث میں کافی مواد موجود ہیں۔ نحوست سے متعلق چند احادیث درج ذیل ہیں۔ رسول ﷺ نے فرمایا: وَلَا طِيرة وَلَا صَفَرَ [52] "کوئی بدشگونی نہیں ہے اور نہ ہی صفر کا مہینہ منحوس ہے"۔

ماہ صفر کو منحوس سمجھنا دور جاہلیت کے عرب کا عقیدہ تھا۔ انسان یا بلی وغیرہ کو منحوس سمجھتے تھے۔ اور اس سے بدشگونی لیتے تھے۔ کوئی کام خراب ہو جاتا تو کہتے کہ آج صبح فلاں کا چہرہ دیکھا تھا وہ منحوس ہے، اس لیے آج میرا کام نہ ہو سکا۔ یا بلی نے راستہ کاٹ دیا ہے اس وجہ وہ اپنے کام کو انجام دینے سے رک جاتا ہے۔ یا یہ دلہن منحوس ہے اس لیے گھر میں حادثہ پیش آیا۔ حالانکہ کوئی مصیبت آنے پر کسی دوسرے کو منحوس قرار دینا، یہ مسلمان کا کام نہیں ہے بلکہ کافروں کا کام ہے۔ جیسا کہ فرعون کی قوم کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَى وَمَنْ مَعَهُ [53] "اور اگر ان پر کوئی مصیبت پڑ جاتی تو اس کو موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست قرار دیتے"۔

کسی چیز سے بدشگونی لینا اور اپنے کام سے رک جانا، اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی چیز کو نفع و نقصان کا محرک ماننا شرک ہے۔

اس لیے رسول ﷺ نے فرمایا: الطِّيَرَةُ شِرْكٌ، الطِّيَرَةُ شِرْكٌ، ثَلَاثًا، وَمَا مِنَّا إِلَّا وَلَكِنَّ اللَّهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ (54) "بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک کو کوئی نا کوئی وہم ہو جاتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ توکل کی برکت سے اسے دور کر دیتا ہے"۔

واضح ہوا کہ ایک مسلمان کا شایان شان یہ ہے کہ وہ اچھا شگون لے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ اچھا شگون لیتے تھے اور اسے پسند فرماتے تھے۔ ایک مسلمان کو بھی چاہیے کہ وہ اچھا شگون لے کیوں کہ اسلام میں بدشگونی کی کوئی گنجائش نہیں، اس سے بچنا چاہیے۔ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ نحوست صرف تین چیزوں میں ہوتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةٍ: فِي الفَرَسِ، وَالمَرْأَةِ، وَالدَّارِ (55) "نحوست صرف تین چیزوں میں ہوتی ہے: گھوڑے میں، عورت میں اور گھر میں"۔

جب کہ دوسری روایت میں آیا ہے کہ اگر بدشگونی کسی چیز میں ہوتی تو تین چیزوں میں ہوتی۔ حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: إِنْ يَكُنْ مِنَ الشُّؤْمِ شَيْءٌ حَقٌّ، فَفِي الْفَرَسِ، وَالْمَرْأَةِ، وَالدَّارِ (56) "اگر بدشگونی کسی چیز میں ہوتی تو تین چیزوں میں ہوتی، نحوست صرف تین چیزوں میں ہوتی ہے۔ گھوڑے میں، عورت میں اور گھر میں (مگر ایسا نہیں)"۔ پھر ایک اور روایت میں نحوست کی نفی فرمائی کہ نحوست کی کوئی حقیقت اسلام میں نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لاَ طِيَرَةَ (57) "کوئی نحوست اور بدشگونی نہیں ہے"۔

نبی اکرم ﷺ کے دور میں اور آپ سے پہلے ادوار میں دنیا کے عام فسادات اور جنگوں کی بنیاد تین چیزیں ہوا کرتی تھی یا اہم چیزیں رہی ہیں۔ رہنے کی زمین یعنی گھر، گھر کی نحوست یہ ہے کہ گھر آرام دہ نہ ہو، اس کا پڑوسی اچھا نہ ہو وغیرہ، عورت، عورت کی نحوست یہ ہے کہ عورت بدزبان اور بداخلاق ہو شوہر کی نافرمان اور ناقدری کرنے والی ہو، اور سوار فوجیں یعنی گھوڑا، گھوڑے کی ل نحوست یہ ہے کہ وہ لات مارے، دانت سے کاٹے وغیرہ، اب جب اسلام آیا تو یہ منسوخ ہوا اور فرمایا گیا کہ نحوست ہے ہی نہیں۔ اگر ہوتی تو ان چیزوں میں ہوتی مگر اب ہے نہیں تو لہذا بدشگونی اور نحوست پر یقین رکھنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اس سے اجتناب ہونا چاہیے۔ حضرت عمران بن حصینؓ (58) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْ تُطُيِّرَ لَهُ، أَوْ تَكَهَّنَ أَوْ تُكُهِّنَ لَهُ، أَوْ سَحَرَ أَوْ سُحِرَ لَهُ، وَمَنْ عَقَدَ عُقْدَةً، أَوْ قَالَ: مَنْ عَقَدَ عُقْدَةً، وَمَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (59) "جس شخص نے فال نکالی یا فال نکلوائی یا کہانت کا کام کیا یا اپنے لیے کروایا یا جادو کیا یا کسی سے جادو کروایا اس کا ہم سے کوئی

تعلق نہیں اور جو شخص کسی عامل کے پاس گیا اور اس کی باتوں پر یقین کیا تو اس نے اس چیز کے ساتھ کفر کیا جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی ہے"۔

عبد اللہ ابن عمرؓ سے روایت نقل کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا عَدْوَى، وَلَا طِيَرَةَ، وَلَا هَامَةَ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، الْبَعِيرُ يَكُونُ بِهِ الْجَرَبُ فَتَجْرَبُ بِهِ الْإِبِلُ، قَالَ:ذَلِكَ الْقَدَرُ، فَمَنْ أَجْرَبَ الْأَوَّلَ (60)"اسلام میں اچھوت نہیں کی بیماری، بدفالی اور الو سے بدشگونی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ایک دیہاتی شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! بتائیے اونٹ کو کھجلی ہوتی ہے، اور پھر اس سے تمام اونٹوں کو کھجلی ہو جاتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہی تقدیر ہے، اگر ایسا نہیں تو پہلے اونٹ کو کس نے اس میں مبتلا کیا"؟

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدفالی، بدشگونی اور نحوست کو ناپسند فرماتے اور اس سے نفرت فرماتے تھے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبْغِضُ الطِّيَرَةَ وَيَكْرَهُهَا(61)"رسول اللہ ﷺ اچھی اور نیک فالی کو پسند فرماتے تھے اور بدفالی کو ناپسند فرماتے تھے"۔

جب کہ حضرت قبیصہ بن وقاصؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: الْعِيَافَةُ، وَالطِّيَرَةُ، وَالطَّرْقُ مِنَ الجِبْتِ، الطَّرْقُ:الزَّجْرُ، وَالْعِيَافَةُ:الْخَطُّ (62)"رمل، بدشگونی اور پرندہ اڑانا کفر کی رسموں میں سے ہے۔ پرندوں کو ڈانٹ کر اڑانا"طرق"ہے۔"عیافۃ"وہ لکیریں ہیں جو زمین پر کھینچی جاتی ہیں، جسے رمل کہتے ہیں"۔

حدیث میں لفظ"طیرۃ"کے معنی ہیں، پرندوں کی آوازوں یا کسی بھی ناپسندیدہ چیز کو دیکھ کر فال یا بدفالی لینا۔ شریعت میں ان توہمات کے کوئی اصل نہیں ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان سب توہمات کے نام لے کر منع فرمایا اور بدشگونی اور پرندوں کے ذریعے فال معلوم کرنے کو کفر قرار دیا۔

خلاصہ بحث

اسلام دینِ فطرت اور دینِ انسانیت ہے، یہ ایک کامل و مکمل دین اور ابدی ضابطۂ حیات ہے۔ دین اسلام نے انسان کی ہر سطح پر کامل رہنمائی کی ہے۔ اللہ کی ذات پر ایمان، اعتقاد اور توکل کا تقاضا یہ ہے کہ سب کچھ اسی سے ہونے کا یقین انسان کے قلب و ذہن میں راسخ ہو۔ کسی شے کے بارے میں بدفالی، نحوست اور توہّم پرستی کا نظریہ درحقیقت ایک غیر اسلامی سوچ اور اسلامی تعلیمات کے منافی عمل ہے۔ ہمارے معاشرے میں بدفالی، نحوست اور توہّم پرستی جہاں دیگر امور میں سمجھی جاتی ہے، وہاں ماہِ صفر کے متعلق عموماً لوگ بے شمار غلطیوں، ضعیف الاعتقادی، بدفالی اور توہّم پرستی کا شکار نظر آتے ہیں، جس کا حقیقت اور اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

حوالہ جات

[1] ۔ وزیر، تاج محمد، ڈاکٹر، مولانا، وزیرستان کے رسوم و رواج کا شرعی قوانین کے ساتھ موازنہ اور پشتونوں کی تاریخ، میثاق انٹرپرائیزز، اسلام آباد، 1435ھ /2014ء، ص34

[2] ۔ رضا ہمدانی ایک معروف پشتون مؤرخ اور محقق تھے، جنہوں نے پشتون تاریخ، ثقافت اور رسم و رواج پر گہری تحقیق کی۔ ان کی مشہور کتاب "پٹھانوں کے رسم و رواج "میں انہوں نے پشتونوں کے اخلاقی اصول، جنگی روایات، مہمان نوازی اور غیرت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ رضا ہمدانی نے اپنی زندگی میں پٹھانوں کی ثقافتی شناخت اور تاریخی پس منظر کو اجاگر کرنے کے لیے اہم کام کیا۔ ان کی تصانیف آج بھی پشتون معاشرتی تحقیق کے اہم ماخذ سمجھی جاتی ہیں۔ ہمدانی، رضا: پٹھانوں کے رسم و رواج، ج1، ص45

[3] ۔ ہمدانی، رضا، پٹھانوں کے رسم و رواج، لوک ورثے کا قومی ادارہ، اسلام آباد، 1406ھ /1986ء، ص7

[4] ۔ تاج محمد، وزیر، ڈاکٹر، وزیرستان کے رسوم و رواج، ص87

[5] . دریاب، علی خیل ،باشاه روم،ډاکټر، پښتانه او توهمات(کرني انګیرني)، اعراف پبلشرز، پشاور، 1441ھ/ 2019ء، ص276

[6] . شنواري ، محمد ،موسیٰ خان، توهمات ، لیک اوځېړنه،ماسټر پرنټرز، پشاور، 1419ھ/1999ء، ص59

[7] ۔ بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل ، امام ،الجامع الصحیح(صحیح بخاری)، دار طوق النجاة،بیروت، 1422ھ/2001ء، رقم: 5755

[8] ۔ ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، السجستانی، امام ، السنن ابی داؤد،(سنن ابو داؤد)دار الرسالہ العالمیہ، بیروت، 1430ھ/2009ء،رقم:3910

[9] . صائم، فضل معبود ،کرکي اوکرني (توهمات) ، نغمہ زار پبلی کیشنز، ملاکنڈ، 1443ھ/2021ء، ص82

[10] . ایضاً، ص54

[11] ۔ احمد بن حنبل، ابو عبد اللہ، احمد بن محمد بن حنبل، الشیبانی ، امام، المسند(مسند اما م احمد)، مکتبہ ، موسسة الرسالة ، 1421 ھ/ 2001 ء ،رقم:7045

[12] .دریاب، پښتانه او توهمات(کرني انګیرني)،ص218

[13] ۔ سورة المائدة: 2

[14] .دریاب، پښتانه او توهمات(کرني انګیرني)،ص249

[15] ۔ صحیح بخاری، رقم: 5755

[16] ۔ آپ کا پورا نام عبداللہ بن مسعودؓ بن غافل بن حبیب ہذلی ابو عبدالرحمٰن ہے۔ مکہ میں ابتدائی اسلام لانے والوں میں سے تھے۔ سابقون اولون میں سے تھے۔ آپ ﷺ کے خادم خاص تھے۔ آپ ہی نے سب سے پہلے حرم مکہ میں جہر سے قرآن سنایا۔ آپ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی۔ آپ نے 32ھ / 653ء کو مدینہ میں 60 سال کی عمر میں وفات پائی۔(ابن حجر عسقلانی ،تهذيب الهذيب ،ج1،ص27؛الزركلی،الاعلام،ج4،ص137

[17] ۔ سنن ابو داؤد، رقم:3910

[18] ۔ صحیح بخاری، رقم:6472

[19] . صائم، کرکي اوکرني (توهمات) ،ص36

[20] ۔ علی بن عبد الملک، المتقی، الہندی ، امام ، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، موسسة الرسالة، بیروت، س۔ن۔، ج1،ص328

[21] ۔ **دلہن** وہ لڑکی ہوتی ہے جو شادی کے موقع پر دلہے کے ساتھ رشتہ ازدواج میں بندھتی ہے۔ شادی کے دن وہ عموماً خاص لباس اور زیورات پہن کر دلہن بنتی ہے۔ **حسین، "اسلامی شادی اور رسم ورواج"، 2020، ص45**

[22] . درياب، پښتانه او توهمات(کرني انګيرني)،ص249

[23] ۔ سنن ابو داؤد، رقم:5197

[24] . صائم، کرکي اوکرني (توهمات) ،ص40

[25] . ایضاً ،ص40

[26] ۔ سورة الشوریٰ :50

[27] . صائم، کرکي اوکرني (توهمات) ،ص65

[28] ۔ الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، امام، السنن(سنن ترمذی)، دار الجیل،بیروت،1418ھ/ 1998ء ، رقم:3895

[29] ۔ مسلم، ابو الحسن بن الحجاج ،القشیری، النیسابوری ، امام ،الصحیح المسلم، (صحیح مسلم)مکتبہ:ا دار ہ احیاء التراث العربی،بیروت،1418ھ/ 1997ء ، رقم:1468

[30] . صائم، کرکي اوکرني (توهمات) ،ص88

[31] ۔ سنن ابوداؤد، رقم:4097

[32] . سورةالاعراف:26

[33] .شنواري، توهمات ، لیک اوخیړنه،ص40

[34] ۔ **کوئٹہ بابا: مزار معصوم بابا** کوئٹہ کے قریب پشین شہر میں واقع ہے اور شیخ بابا کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ یہاں آنے والے افراد دانتوں کے درد کے علاج کے لیے زیارت کرتے ہیں اور کیل ٹھونک کر درد سے نجات پانے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

2010ء میں مزار کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی، لیکن یہ ناکام رہی۔ مزار آج بھی عقیدت مندوں کا مرکز ہے۔ **مزار معصوم بابا کی زیارت"، 2023**

[35] . صائم، کرکي اوکرېني (توهمات) ،ص39

[36] ۔ الطیالسی ،ابوداؤد سلیمان بن الجارود ، امام ، المسند ، دار ہجر، مصر ، 1419 ھ/ 1999 ء، رقم:2634

[37] .شنواري، توهمات ، لیک اوڅیړنه،ص26

[38] ۔ سورۃ بنی اسرائیل :70

[39] .شنواري، توهمات ، لیک اوڅیړنه،ص66

[40] ۔ ابن ماجه ،ابو عبد الله محمد بن یزید القزوینی ، امام، السنن ابن ماجه، (سنن ابن ماجه) مکتبه دار احیاء الکتب العربیه،بیروت،س۔ن۔، رقم :3536

[41] ۔ **گونگی:** ایک خون دار جاندار ہے جو زیادہ تر ہوا میں پرواز کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ پرندوں کی خصوصیات میں ہلکی ہڈیاں، پنکھ اور چونچ شامل ہیں۔ یہ دنیا بھر میں مختلف اقسام میں پائے جاتے ہیں اور ان کی اہمیت قدرتی توازن کے لیے ضروری ہے۔ حسین، **"قدرتی حیات اور پرندے"، 2021، ص34**

[42] . صائم، کرکي اوکرېني (توهمات) ،ص51

[43] ۔ **تیتر: پرندہ تیتر ایک خشکی پرندہ ہے جو اپنی خوبصورت آواز اور تیز حرکات کے لیے مشہور ہے۔ یہ زیادہ تر جنگلات اور کھلی زمینوں میں پایا جاتا ہے اور قدرتی ماحول میں توازن قائم رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ علی، "پاکستان کے پرندے"، 2019، ص58**

[44] .صائم، کرکي اوکرېني (توهمات) ، ص69

[45] .شنواري، توهمات ، لیک اوڅیړنه،ص45

[46] ۔ سنن ابوداؤد، رقم :86

[47] .شنواري، توهمات ، لیک اوڅیړنه،ص41

[48] ۔ امام نسائی، ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب، السنن الصغریٰ ،(سنن نسائی)، المطبوعات الاسلامیه،حلب،1406 ھ/ 1986ء ، رقم :5040

[49] ۔ دریاب، پښتانه او توهمات(کرېني انګیرني)،ص132

[50] ۔ صحیح بخاری، رقم:5423

[51] ۔ شنواري، توهمات ، لیک اوڅیړنه،ص23

[52] ۔ صحیح بخاری، رقم:5757

[53] ۔ سورۃ الاعراف :131

[54] ۔ سنن ابو داؤد، رقم:3910

[55] ۔ صحیح بخاری، رقم:2858

[56] ۔ صحیح مسلم، رقم: 2225

[57] ۔ صحیح بخاری، رقم: 5755

[58] ۔ آپ کا پورا نام عمران بن حصینؓ ابو نجید خزاعہ ہے۔ علماء صحابہ میں سے تھے۔ حضرت عمرؓ انہیں بصرہ بھیجا تھا تا کہ وہاں علم اور دین کی روشنی پھیلا ہیں۔ جنگ صفین میں غیر جانب دار رہے۔ آپ کے شیوخ میں نبی ﷺ اور معقل بن یسار اور تلامذہ میں الحسن البصری اور حفص اللیثی شامل ہیں ۔ابن حجر اور ذہبی نے کہا ہے کہ آپ صحابی ہیں ۔بصرہ میں 52ھ /272ء کو وفات پائی۔ الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص29، الزرکلی الاعلام، ج5، ص70

[59] ۔ امام بزار، ابو بکر احمد بن عمرو، مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار ، مکتبہ :العلوم والحکم ، المدینۃ المنورۃ،1430ھ/ 2009ء، رقم:3578

[60] ۔ ابن ماجه ،ابو عبد الله محمد بن يزيد القزويني ، امام، السنن ابن ماجه، (سنن ابن ماجه) مکتبه دار احياء الكتب العربيه،بيروت،س۔ن۔، قم: 3540

[61] ۔ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامه بن عبد الملك بن سلمه الازدی ، الحجری ، المصری، المعروف بالطحاوی، امام، شرح معانی الآثار،مکتبه عالم الکتب، المدینه المنورة،1414ھ/1994ء،رقم: 7083

[62] ۔ سنن ابو داؤد، رقم:3907